

ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم و مغفور کی آخری تحریر
دیباچہ

حکمت اقبال

[ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم و مغفور کی آخری تعینف 'حکمت اقبال' ہے جس کے طباعت کے مراحل ان کے وفات کے بعد سے جاری کیے گئے۔ بڑے سائز پر ہمارے ہاں کے اور گھرانے کے قریب پانچ سو صفحات پر مشتمل اس سوجہ عالمائے کتاب کو علمی کتاب خانہ اردو بازار لاہور نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب پر مفصل مضمون و توثیق اللہ جلد ہی پرنٹنگ پریس سے صاحب کے قلم سے پیش ہو گا۔ فی الحال اس کا دیباچہ ذیل میں شائع کیا جا رہا ہے۔

کچھ اس سبب سے کہ ہمارے انداز میں ہیں ڈاکٹر صاحب کے آخری تحریر ہے اور اس اعتبار سے اس کو اب ایک تاریخی حیثیت حاصل ہو گئی ہے اور زیادہ تر اس وجہ سے کہ اس پر ڈاکٹر صاحب نے صرف یہ کہ اپنے جلد تعانیف کا اجمالی تعارف خود کرایا ہے۔

بلکہ اپنے پورے تعینیف سلسلے کے معنوی ربط کو بھی واضح کر دیا ہے۔ اس طرح اس مختصر سے تحریر کو ڈاکٹر صاحب کے تعانیف کے مطالعے کے خواہش رکھنے والے لوگوں کے لئے ایک قیمتی کلید کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔!! (مدیر)

عرصہ دراز تک اقبال کا مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اقبال کے تصورات علمی اور عقلی اعتبار سے نہایت برجستہ، نہ دروازہ، درست اور ناقابل تردید ہیں اور اگرچہ یہ تصورات اس کی نظم اور نثر کی کتابوں میں جابجا بکھرے ہوئے پڑے ہیں تاہم ان میں ایک علمی اور عقلی ربط موجود ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سب کے سب صرف ایک تصور سے ماخوذ ہیں جسے اقبال خودی کا تصور کہتا ہے۔ لہذا اقبال کی تشریح کا مطلب یہ ہونا چاہیے کہ خودی کے مرکزی تصور کے ساتھ اس کے دوسرے تمام تصورات کے علمی اور عقلی ربط کو واضح کیا جائے اور اگر ایسا کرنے کے بغیر

طرح سے قابل فہم اور تسلی بخش نہیں ہو سکے گی۔ دراصل اس وقت بھی اقبال کے خیالات کے متعلق جس قدر غلط فہمیاں مسلمانوں یا غیر مسلموں میں پائی جاتی ہیں ان کا سبب یہی ہے کہ اقبال کے خیالات کی علمی اور عقلی ترتیب اور تنظیم مبہنا نہیں کی گئی۔ دوسرے الفاظ میں میرا نتیجہ یہ تھا کہ اقبال کا فلسفہ دنیا کے اور بڑے بڑے فلسفوں کی طرح بالقوہ انسان اور کائنات کا ایک مکمل اور مسلسل فلسفہ ہے جس کا امتیازی وصف یہ ہوتا ہے کہ اس کے تصورات میں ایک عقلی یا منطقی ترتیب اور تنظیم وجود ہوتی ہے جو اسے مؤثر اور یقین افروز بناتی ہے۔ اور اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ اقبال کے تصورات کی محض عقلی ترتیب اور تنظیم کو آشکار کر کے اس کے فکر کو ایک مکمل نظام حکمت (PHILOSOPHICAL SYSTEM) کی شکل دی جائے تاکہ وہ نہ صرف پاکستان کے اندر پوری طرح سے قابل فہم بن جائے بلکہ دنیا کے آخری باطل شکن عالمگیر فلسفہ کی حیثیت سے دنیا کے عقلی محققوں میں اپنا مقام حاصل کر سکے۔ لہذا میں نے ارادہ کیا کہ جہاں تک ممکن ہو خدا کی توفیق سے اس کام کو انجام دینے کی کوشش کی جائے۔ ظاہر ہے کہ یہ نہایت فوری تھا کہ اس کام کو انجام دینے کے لئے جو کتاب لکھی جائے اس میں ذیل کے راہ نما اصولوں کو شروع ہی سے مد نظر رکھا جائے۔

اول۔ ایک فلسفہ یا نظام حکمت اشخاص کی سند یا شہادت پر مبنی نہیں ہوتا بلکہ علمی حقائق اور عقلی استدلال پر اپنا دار و مدار رکھتا ہے۔ اس کے کسی تصور کو اس لئے نہیں مانا جاتا کہ کوئی شخص اس کی حمایت یا سفارش کر رہا ہے بلکہ اس لئے مانا جاتا ہے کہ وہ ایسے علمی حقائق پر مبنی ہے جو معلوم اور مسلم ہے۔ یا تن کے عقب میں ایسا زور دار عقلی استدلال موجود ہے جو ان سے انکار کی گنجائش باقی نہیں رہنے دیتا۔ اگر فلسفہ میں سند یا شہادت پیش کی جائے تو وہ صرف مؤثر علمی اور عقلی استدلال کے بعد اس کے نتائج کی تائید مزید کے لئے مبی ہو سکتی ہے اور وہ بھی فلسفی کی اپنی نہیں بلکہ ایسے دوسرے اشخاص کی سند اور شہادت ہی ہو سکتی ہے جن کے فکر کی عظمت پہلے سے مسلم ہو جس طرح جیکب یا کسی اور فلسفی نے اپنے کسی حکیمانہ نکتہ کو ثابت کرنے یا لوگوں سے منوانے کے لئے کبھی اپنا ہی قول بطور دلیل کے پیش نہیں کیا۔ ہم بھی اقبال کے نظام حکمت کی تدوین کرتے ہوئے اقبال کے کسی حکیمانہ نکتہ کو ثابت کرنے یا لوگوں سے منوانے کے لئے خود اقبال کا ہی کوئی قول بطور دلیل کے پیش نہیں کر سکتے اور خود اقبال نے بھی اپنے تصورات کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے کبھی اپنے قول کو بطور دلیل کے پیش نہیں کیا بلکہ قوانین قدرت اور حقائق علمی کی طرف اشارے کا

حوالہ نہیں دیا جائے گا بلکہ فقط علمی حقائق اور عقلی استدلال کی مدد سے اقبال کے تصورات کی صحت اور معقولیت کو ثابت کیا جائیگا۔

دوم۔ اقبال کے تصورات کو علمی اور عقلی اعتبار سے مرتب اور منظم کرنے اور ان کی صحت اور معقولیت کو واضح کرنے کے لئے ضروری ہوگا کہ تمام ایسے علمی حقائق کو اپنی عقلی اور علمی بنیادوں کے سمیت کام میں لایا جائے جو آج تک دریافت ہو چکے ہیں اور اقبال کے تصورات کی تائید کرتے ہیں خواہ ان کو دریافت کرنے والا فلسفہ یا سائنسدان کوئی ہو اور دنیا کے کسی خطہ سے تعلق رکھتا ہو۔

سوم۔ ان تمام حکیمانہ تصورات اور نظریات کو علمی اور عقلی اعتبار سے غلط ثابت کیا جائے گا جو اقبال کے فکر اور اس کے تصورات سے ٹکراتے ہیں کیونکہ وہ درحقیقت صحیح نہیں ہیں اور معقول استدلال کی روشنی میں ان کو غلط ثابت کیا جاسکتا ہے۔ ایسا کرنے کے بغیر اقبال کے اپنے حکیمانہ تصورات کی صحت اور معقولیت کی پوری پوری وضاحت نہ ہو سکے گی اور لوگوں کو معلوم نہ ہو سکے گا کہ آیا کسی خاص فلسفیانہ مسئلہ کے متعلق صحیح نقطہ نظر اقبال کا ہے یا ان نظریات کا جو اس کے فکر کے بالمقابل ہیں اور اگر صحیح نقطہ نظر اقبال ہی کا ہے تو اس کی علمی اور عقلی وجوہات کیا ہیں۔

چہارم۔ کتاب انگریزی زبان میں ہوگی تاکہ دنیا کے علمی حلقوں میں اقبال کے فلسفہ کو پڑھا اور پرکھا جائے دوسرے فلسفوں کے بالمقابل اس کے علمی مقام کو معین کیا جاسکے اور اس کی معقولیت اور عظمت کو تسلیم کیا جاسکے۔

ان راہ نما اصولوں کی روشنی میں اقبال کے نظام حکمت کی تدوین کے لئے جو کتاب لکھنے کی توفیق مجھے خدا نے عطا کی ہے اس کا نام "آئیڈیالوجی آف دی فیوچر" (FUTURE IDEOLOGY OF THE) ہے۔ یہ کتاب جون ۱۹۷۷ء میں مکمل ہوئی تھی اور اگست ۱۹۷۷ء میں طبع ہوئی تھی اس کتاب کی اشاعت کے قریباً بیس سال بعد میں نے ان ہی راہ نما اصولوں کی روشنی میں فلسفہ تعلیم پر اس کتاب کے ایک باب کی مزید تشریح اور توسیع کر کے ایک اور کتاب لکھی جس کا نام تعلیم کے ابتدائی اصول (FIRST PRINCIPLES OF EDUCATION) ہے۔ دوسرے میری ساری تحریریں "آئیڈیالوجی آف دی فیوچر" (یعنی اقبال کے فلسفہ خودی) کے تصورات اور موضوعات کی مزید تشریح اور توسیع کے طور پر ہی لکھی گئی ہیں۔

چونکہ اقبال نے اپنے فلسفہ خودی کے ذریعے سے اسلام ہی کی فلسفیانہ تشریح کی ہے اور فلسفہ خودی اسلام ہی کا فلسفہ ہے۔ لہذا اگر میری کتاب "آئیڈیالوجی آف دی فیوچر" اقبال کا نظام